2723

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

ربوہ

ذوالحج ۴۴۹

جلد ۷۲ / ہفتہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ ہجری یکم اخاء ۱۳۶۲ ہش یکم اکتوبر ۱۹۸۳ء / نمبر ۲۲۱

"سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشرق میں غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں سنگِ میل کی حیثیت رکھنے والا جمعۃ المبارک (۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء)

براعظم آسٹریلیا میں سب سے پہلی احمدیہ مسجد کے سنگِ بنیاد کی انتہائی بابرکت تقریب

اہلِ ربوہ نے جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات نمازِ تہجد ادا کرنے اور دعائیں مانگنے میں گذاری

ربوہ کی جملہ مساجد میں نماز فجر کے بعد آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد کے بابرکت ہونے کیلئے اجتماعی دعا کا خصوصی انتظام

براعظم آسٹریلیا پر ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو طلوع ہونے والا جمعۃ المبارک مشرق میں غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں ایک نہایت ہی اہم سنگ میل کی حیثیت رکھنے والا روزِ سعید ہے کیونکہ اس روزِ سعید کی مبارک ساعتوں میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں کرتے ہوئے براعظم آسٹریلیا میں سڈنی کے قریب سب سے پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔ سنگِ بنیاد کی انتہائی مقدس و مبارک اور عظیم روحانی انقلاب کی آئینہ دار تقریب کی تفاصیل ہم عنقریب ہدیۂ قارئین کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس بابرکت تقریب کی انقلاب عظیم کی آئینہ دار تاریخی اور تاریخ ساز اہمیت کے پیش نظر امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔ اے کی زیر ہدایت اہل ربوہ نے ۲۹ اور ۳۰ ستمبر جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات نماز تہجد ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ و متضرعانہ دعائیں کرنے میں گزاری۔ جملہ مساجد میں باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی نیز نماز فجر کے بعد تمام مساجد میں مسجد آسٹریلیا کے بابرکت ہونے اور اس کے اسلام کے حق میں انقلاب انگیز نتائج رونما ہونے کے لئے اجتماعی دعا بھی کی گئی جس میں اہل ربوہ جوق در جوق بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مزید برآں محلہ جات میں متعدد بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے۔

۳۰ ستمبر کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے خطبہ جمعہ کے دوران اس بابرکت تاریخی موقع پر دعاؤں کی خصوصی تحریک کرنے کے علاوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس معرکہ آراء خطاب کے اقتباس بھی پڑھ کر سنائے جو حضور نے مسجد آسٹریلیا کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر آسٹریلیا میں ارشاد فرمایا۔ حضور کے اس معرکہ آراء خطاب کا مکمل اردو متن اندر کے صفحات میں ہدیۂ قارئین ہے۔

آسٹریلیا پہنچنے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی مصروفیات

آسٹریلیا میں مسجد احمدیہ کی مجوزہ جگہ پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ کا بابرکت ورود

ریڈیو آسٹریلیا نے ٹیلیفون پر حضور کا انٹرویو لیا جو ساتھ ساتھ نشر کیا جاتا رہا۔

امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے نام وکیل اعلیٰ تحریک جدید محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کا تار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے تاریخ ساز اور انتہائی برکتوں سے معمور دورے کے اگلے مرحلے میں آسٹریلیا تشریف لے جا چکے ہیں۔ حضور کی آسٹریلیا میں مصروفیت کے بارے میں امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے نام وکیل اعلیٰ تحریک جدید محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے جو تار ارسال کیا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۲۶ ستمبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بلیک ٹاؤن سڈنی میں جماعت احمدیہ کی مجوزہ مسجد کی جگہ کا دورہ فرمایا اور اس دوران جماعتی عہدیداران کو گراں قدر ہدایات سے نوازا۔ روانگی سے قبل یہاں پر حضور نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوپہر کا کھانا آسٹریلیا بھر سے آئے ہوئے احمدی احباب کے ساتھ تناول فرمایا۔ حضور کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مدظلہا نے خواتین کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

اسی روز حضور نے ٹیلیفون پر ریڈیو آسٹریلیا کے نمائندے کو ایک مختصر انٹرویو دیا۔ یہ انٹرویو ساتھ کے ساتھ نشر بھی ہو رہا تھا۔

نماز مغرب کے بعد حضور مجلس علم و عرفان میں تشریف فرما ہے اور جملہ احباب آسٹریلیا کو اپنے بصیرت افروز ارشادات سے نوازا۔ یہ بابرکت مجلس ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ۔ پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد آسٹریلیا کا سنگِ بنیاد رکھنے کے مبارک موقعہ پر

اہلِ آسٹریلیا سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آراء خطاب

جغرافیائی دریافت کے صدیوں بعد آج کا دن آسٹریلیا کی مذہبی اور روحانی دریافت کا پہلا دن ہے

ہم نے آج آپ کو اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار سکھانے کی غرض سے از سرِ نو دریافت کیا ہے ہم دم نہیں لینگے جبتک خدائے واحد کیلئے آپکے دل نہ جیت لیں

ہم وہ ہیں جو شانِ فقیرانہ کے ساتھ روحانی بستیاں آباد کرتے ہیں اور دوسروں کے خون سے نہیں خود اپنے خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں

یاد رکھنا آج کا دن جبکہ ہم اپنی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں براعظم آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دن ہے

وہ زمانہ دور نہیں جب آسٹریلیا کے باشندے جوق در جوق اس مسجد کی زیارت اور اس میں عبادت کیلئے آیا کریں گے اور اس عظیم دن کو یاد کیا کریں گے

جماعت احمدیہ کے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے ایک درخشندہ نشان کے طور پر اور اس کے فضلِ بے پایاں کے تحت اسی کی دی ہوئی توفیق سے ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ ہجری قمری (مطابق ۳۰ تبوک ۱۳۶۲ ہجری شمسی و ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ عیسوی) کو جمعۃ المبارک کی مبارک ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں کرتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے براعظم آسٹریلیا میں سڈنی کے قریب پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھ چکے ہیں۔ حضور نے اس تاریخ ساز مسجد کا نام "المسجد بیت الہدیٰ" رکھا ہے۔

براعظم آسٹریلیا میں عظیم روحانی انقلاب کے آئینہ دار اس مقدس و مبارک موقع پر حضور ایدہ اللہ الودود نے اہلِ آسٹریلیا سے انگریزی میں ایک معرکہ آراء خطاب فرمایا اس تاریخی خطاب کے مکمل انگریزی متن کا اردو ترجمہ ہم ذیل میں احباب جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى
لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
إِلَيْهِ سَبِيْلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○
(آل عمران آیات ۹۷، ۹۸)

ترجمہ:۔ سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدے کے) لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور موجب ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں (وہ) ابراہیم کی قیام گاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے۔ اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو (بھی) اس تک جانے کی توفیق پائے وہ (اس گھر کا حج کرے) اور جو انکار کرے تو (وہ یاد رکھے کہ) اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

جماعتِ احمدیہ کی تاریخ اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل

آج جبکہ ہم براعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسلم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں یہ دن جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نئے سنگِ میل کا اضافہ کر رہا ہے۔ آج ہمارے دل اپنے ربّ کی حمد سے لبریز ہیں اور اُس کے احسان پر اس کی حمد و ثناء کے ترانے گا رہے ہیں۔

بلاشبہ یہ دن آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسی جماعت جو اِس دور میں اللہ کی توحید کو تمام دنیا پر غالب کرنے کا عزم لے کر اٹھی ہے اس عظیم براعظم میں پہلی مرتبہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کے لئے ایک گھر تعمیر کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ پہلی اینٹ ہے جو خالصتہً للہ اُس کی عبادت کی خاطر تعمیر ہونے والے اس گھر کی بنیاد میں رکھی جا رہی ہے۔ لیکن یہ اینٹ آخری اینٹ نہیں رہے گی اور نہ خدائے واحد کا یہ گھر آخری گھر ہوگا بلکہ یہ تو خانہ ہائے خدا کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کا ایک نہایت عاجزانہ آغاز ہے۔

بظاہر یہ ایک عام سی بنیاد ہے جو میں رکھ رہا ہوں اور یہ مٹی میں دب کر نظروں سے غائب ہو جائے گی لیکن ان بنیادوں پر ایک ایسی عمارت بلند ہوگی جو زمین پر ہوتے ہوئے بھی اپنی ذات میں ایک آسمانی عمارت ہوگی اور جو عرش کے خدا تک رسائی پائے گی۔ دن میں پانچ وقت اس کے میناروں سے اللہ کی وحدت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اعلان بلند ہوں گے۔ اس مسجد کے مینارے اس مادی دور میں بسنے والے مردوں اور عورتوں کو ان کا بھولا ہوا یہ سبق یاد دلائیں گے کہ اصل اور حقیقی رفعتیں مادی ترقی سے نہیں بلکہ روحانی ترقی سے حاصل ہوتی ہیں۔

دنیوی عمارتوں میں شکست و ریخت اور فنا کا عمل

اب جبکہ ہم یہاں ایک عمارت کی تعمیر کے لئے جمع ہوئے ہیں ہمیں مادی چیزوں میں شکست و ریخت اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ جونہی تعمیر مکمل ہوتی ہے اُسی لمحہ سے شکست و ریخت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں جو وقت اور زمانہ کے اس عمل کو روک سکے اور کوئی نہیں جو اس عمل کے منتہائے مقصود کو نیچا دکھا سکے۔ قرآن مجید زمانہ کے اس عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ ○
(الرحمٰن آیات ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: "اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو"

لیکن فنا کے اس ظاہری عمل سے کہیں بڑھ کر پُرہیبت اور پُرجلال وہ باطنی عمل ہے جو ایک زمانہ اور ایک دَور میں کارفرما نظریۂ حیات اور اس کی روح کو ملیا میٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر کے رکھ دیتا ہے۔

ازمنہ گذشتہ کی عظیم تہذیبوں کا اگر کچھ سراغ ملتا ہے تو مادی عمارتوں کے بچے کھچے کھنڈرات سے ہی ملتا ہے۔ ان کے آدرش اور ان کے نظریات بے نشان ہوئے بغیر نہیں رہے۔ فراعنۂ مصر کے تعمیر کردہ اہرام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان میں سے بعض اہرام ریت کے نیچے دفن ہوگئے۔ کچھ نے کھنڈرات کی شکل اختیار کر لی۔ صرف چند ایک ہی ہیں جو آج بھی سربلند اور ایستادہ نظر آتے ہیں لیکن کیا انہیں تعمیر کرانے والوں کے فلسفۂ حیات اور مطمح نظر کا درجہ رکھنے والے نظریات کے بھی کہیں کوئی آثار ملتے ہیں؟ کوئی ایک ذی روح بھی آج ایسا ہے جو ان کے نظریات پر عمل پیرا ہو؟ ایک بھی نہیں! وہ سب فنا کی آغوش میں چلے گئے۔ کوئی خفیف ترین نشان بھی تو ان کا کہیں نظر نہیں آتا۔

خدا کے پہلے گھر کی تعمیر اور اس کی امتیازی شان

لیکن مصر کی ان عالیشان اور پرشکوہ عمارتوں کے بالکل برعکس اس دنیا میں ایک نہایت معمولی اور بظاہر بے ڈھنگے ساخت کے پتھروں کی ایک ایسی عمارت بھی بنائی گئی تھی جس کی کہانی دنیوی قوموں کی تعمیر کردہ عمارتوں کی کہانی سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔ میری مراد چھ ہزار برس سے زائد عرصہ قبل تعمیر کئے جانے والے اُس قدیم گھر سے ہے جو اس دنیا میں پہلی مرتبہ خالصتہً خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم اس عظیم اور منفرد واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ

یعنی وہ پہلا گھر جو زمین پر تمام بنی نوع انسان کے لئے خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کی خاطر بنایا گیا وہ مکہ میں ہے۔ وہ گھر مبارک ہے اور تمام انسانوں کی ہدایت کا موجب ہے اور اس کے ساتھ کھلے کھلے نشان وابستہ ہیں اور وہ ابراہیمؑ کا مقام بھی ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہوگا وہ یقیناً امن میں آ جائے گا۔

اس گھر کا آغاز عظیم دنیوی قوموں کی یادگار تعمیرات کے آغاز سے مختلف تھا۔ کوئی شاہی خزانے اس کی تعمیر میں بے دریغ خرچ نہیں ہوئے۔ نہ کسی آرکیٹکٹ نے اپنے ذہن رسا کے زیر تخیل میں اسے ڈیزائن کیا اور نہ کسی ماہر تعمیر نے اس کے عمارتی کام کی نگرانی کی۔ کسی غلام قوم سے اس کی تعمیر میں بیگار نہیں لی گئی۔ خدا کے اس پہلے گھر کا آغاز کمال سادگی اور عاجزی کا آئینہ دار تھا۔ تواریخ عالم میں اس عظیم واقعہ کا اشارۃً بھی تو ذکر نہیں ملتا۔ صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے اس عمارت کے آغاز کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔

یہ گھر بھی شکست و ریخت کی دست برد سے باہر نہ رہا۔ یہ بھی بالآخر منہدم ہوا۔ لیکن خدا کی تقدیر نے اسے معدوم نہ ہونے دیا۔ چنانچہ ایک عظیم الشان نبی یعنی ابراہیمؑ کے سپرد خدا تعالیٰ نے یہ کام کیا کہ وہ خدا کے اس گھر کو انہی قدیمی بنیادوں پر از سرِ نو تعمیر کریں۔ قرآن مجید اس خدائی تقدیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

(البقرہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ:۔ اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہا تھا اور (اس کے ساتھ) اسمٰعیل بھی۔ (اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے) اے ہمارے ربّ ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما۔ تو ہی (ہے جو) بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اس طرح خدا تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے کھنڈرات میں تبدیل نہ ہونے دیا جائے۔ اسے قدیمی بنیادوں پر از سرِ نو تعمیر کرنے کا وقت آ پہنچا تھا۔ خدا نے اس کی تعمیر کے لئے جن معماروں اور مزدوروں کا انتخاب کیا ان کا تعمیر کے فن سے دُور کا بھی تعلق یا واسطہ نہ تھا۔ یہ معمار خدا کا برگزیدہ نبی ابراہیمؑ تھا اور مزدور اس کا اپنا نوعمر بیٹا اسمٰعیلؑ تھا جو غالباً عمر کے لحاظ سے ابھی اتنا پختہ نہ ہوا تھا کہ آجکل کے لیبر قوانین کے مطابق اسے مزدوری کی اجازت دی جا سکتی۔ یہ ایک ایسی عمارت کی تعمیر تھی جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہ دنیا کی تمام عمارتوں سے زیادہ رفیع الشان ہوگی اور اسے آباد کرنے اور آباد رکھنے والے عرش کے خدا سے باتیں کریں گے۔

عظیم روحانی تعمیر کو آشکار کرنے والا ظاہری نشان

سو گویا خانۂ خدا کی یہ عمارت ایک مجسم صلائے عام تھی کہ اے علو مرتبت کے خواہاں انسانو! اور اے روحانی رفعتوں کے متلاشیو! اگر تم بھی اس بلندی تک پہنچنا چاہتے ہو جہاں عمارتیں اور ان عمارتوں میں بسنے والے آسمان سے نہیں بلکہ آسمان کے خدا سے باتیں کرتے ہیں تو تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ادھر آؤ اور ان روحانی زینوں کو طے کرو جن کے کواڑ یہ عمارت تم پر کھول رہی ہے۔ جب ہم اس پہلو سے ان واقعات پر ایک دفعہ پھر نظر ڈالتے ہیں تو یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے لئے ایک نبی اور اس کے بیٹے کو کیوں منتخب کیا گیا۔

خانۂ خدا کی یہ مادی اور جسمانی تعمیر اپنی ذات میں فی الاصل ایک عظیم روحانی تعمیر کو آشکار کرنے والے ایک ظاہری نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ مقصود بالذات کوئی مادی تعمیر نہ تھی بلکہ اصل مقصود وہ روحانی عمارت تھی جو اس کے باطن میں تعمیر ہونا تھی۔ یہ ایک ایسی عمارت تھی جس کے لئے دنیوی فن تعمیر کے ماہرین کی نہیں بلکہ روحانی فنِ تعمیر کے ماہرین کی ضرورت تھی۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ نے ابراہیمؑ کی صورت میں روحانی فنِ تعمیر کے ایک چوٹی کے ماہر کا انتخاب فرمایا اور اس کی مدد کے لئے اس کا تربیت یافتہ بیٹا یعنی اسمٰعیلؑ اُسے عطا کیا۔ ایک ایسی عمارت کی تعمیر کے لئے اس سے بہتر معماروں کا انتخاب ممکن نہ تھا۔ یہ انتخاب تعمیر کے اصل مقصد کے عین مطابق تھا۔

وہ سادہ گھر جسے ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے اسمٰعیلؑ نے خدائی حکم کے تحت از سرِ نو تعمیر کیا تھا آج بھی پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنی جگہ ایستادہ ہے اور اپنی اور اپنے اصل مقصد کی عظمت کو آشکار کر رہا ہے جبکہ اس کے مقابل فراعنۂ مصر کے تعمیر کردہ بچے کھچے اہرام سراسر ویران اور متروک حالت میں عبرت کی ایک تصویر نظر آتے ہیں۔ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے ہاتھوں تعمیر ہونے والا خدا کا وہی سادہ سا گھر آج خدائے واحد کے لاکھوں اور کروڑوں پرستاروں کا کعبۂ مقصود بنا ہوا ہے اور ہر سمت سے وہ اس کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔

دنیوی اور روحانی تعمیرات سے حاصل ہونے والا سبق

ان دو متقابل تعمیرات (یعنی خانہ کعبہ اور اہرام مصر) کی مختلف اور متضاد حیثیتوں سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ وہ کیا چیز ہے جس نے خدائے واحد کے اس سادہ سے گھر کو زندگی سے معمور کر رکھا ہے جب کہ فراعنۂ مصر کی عظیم یادگاری عمارتوں یعنی اہرام مصر پر ویرانی چھائی ہوئی ہے اور وہ حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے ہیں؟ ایسا کیوں ہے کہ ایک عمارت کا پیش کردہ فلسفۂ حیات آج بھی زندہ ہے اور اپنے زندہ بخش ہونے کا ثبوت دے رہا ہے جبکہ دوسری عمارتیں جس فلسفۂ حیات کی آئینہ دار تھیں اُس کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے؟ یہ کیسے ممکن ہوا کہ اوّل الذکر عمارت شکست و ریخت اور انحطاط و زوال کے اصول کو شکست دینے میں کامیاب رہی جبکہ مؤخر الذکر عمارتیں اور ان کے پیش کردہ فلسفے معدوم ہوئے بغیر نہیں رہے۔

ایک اور زبردست عمارت کا ذکر

جبکہ فی الوقت عمارتوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس تسلسل میں میں ایک اور زبردست عمارت کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ وہ عمارت تھی جو اس غرض سے بلند کی گئی تھی کہ خدا کے وجود کو چیلنج کرے اور اللہ کو اور اللہ والوں کو نیچا دکھائے قرآن کریم اس عمارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ ۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوْسٰی ۙ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝

(القصص آیت ۳۹)

یعنی فرعون نے اپنے سرداروں سے کہا کہ مجھے تو اپنے سوا تمہارا اور کوئی معبود نظر نہیں آتا۔ (پھر یہ موسیٰ نہ جانے کس خدا کی باتیں کر رہا ہے) پس اے ہامان! میرے لئے مٹی کو پختہ کرنے کے لئے آگ بھڑکاؤ اور ایک بلند و بالا عمارت تیار کرو تاکہ میں ذرا موسیٰ کے خدا کو دیکھوں تو سہی۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

قرآن کریم کی یہ آیت نہ صرف اس واقعہ کا ذکر کر رہی ہے جو آج سے قریباً ۳۳۰۰ سال پہلے گذرا بلکہ ایک ایسے مادہ پرست انسان کی نفسیاتی حالت اور ذہنی کیفیت کا نقشہ کھینچ رہی ہے جس کے دماغ میں تکبر کے زیر اثر یہ سودا سمایا ہوا ہو کہ وہ انسانی حدود و قیود سے آزاد ہو چکا ہے اور اس کا علم غیب و شہود یعنی ہر حاضر و غائب پر حاوی ہے۔ چنانچہ عصرِ حاضر یعنی خود ہمارے زمانہ میں بھی اسی نفسیاتی حالت اور ذہنی کیفیت کا مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا جبکہ ایک عظیم مادی طاقت کے خلا نورد نے اپنی معمولی سی خلائی چھلانگ کے نشہ میں بے قابو ہو کر یہ تعلّی کی کہ میں تو خلا میں ہر طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ آیا ہوں مجھے کسی خدا کا کوئی نشان کہیں نظر نہیں آیا۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو آج کے زمانہ کے راکٹ بھی گزرے ہوئے زمانہ کی سربفلک عمارتوں کی طرح انسان کو اپنی جھوٹی عظمت اور بے حقیقت سرفرازی کے زعم میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے انسان کا یہ تفاخر بھی اسی طرح عارضی اور لاشئی ہے جس طرح گزری ہوئی قوموں کا تفاخر تھا۔ پس قرآن مجید اُس عمارت کا ذکر کرکے دراصل غرور میں مبتلا اُسی مادہ پرستانہ ذہنیت کو آشکار کر رہا ہے جو ماضی میں ہمیشہ ہی مذہب سے نبرد آزما رہی ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ نبرد آزما رہے گی۔ یہی وہ مادہ پرستانہ ذہنیت ہے جو اپنی مادی آنکھ سے مذہب کی روحانی اقدار کو جانچنے اور پرکھنے پر اصرار کرتی ہے۔ لیکن تاریخ مذاہب سے ہمیں یہ غیر فانی سبق ملتا ہے کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اور کل بھی ان مادی طاقتوں کے مقدر میں شکست اور نامرادی لکھی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی

کوئی مادی فلسفہ وجہ نہیں بیان کر سکتا کہ غریب، بے یار و مددگار اکیلا موسیٰ مصر کے باجبروت حاکم یعنی فرعون کو جو بجز اپنے کسی خدا کا قائل نہ تھا شکست دینے اور نیچا دکھانے میں کیسے کامیاب ہوا؟ سوچنے کی بات ہے کہ موسیٰ ایسا بے کس انسان جو غریب اور بے حیثیت ماں باپ کے گھر پیدا ہوا تھا کب یہ گمان کر سکتا تھا کہ ایک دن وہ فرعون ایسے طاقتور بادشاہ کو ہار ماننے اور بے بس ہونے پر مجبور کر دے گا؟ آج فرعون مصر منفتاح اور ہامان کی بنائی ہوئی عمارت کا کوئی نشان نظر نہیں آتا جو اس غرض سے بنائی گئی تھی کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو کر ذرا موسیٰ کے خدا کی خبر لے آئیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ منفتاح سے پندرہ پشت قبل کے فراعنہ مصر کی بنائی ہوئی بعض عمارتیں اہرام کی شکل میں آج بھی موجود ہیں۔ لیکن اگر نشان نہیں ملتا تو اُس عمارت کا جو آسمان کے خدا سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے بڑے گھمنڈ اور تکبر سے بنائی گئی تھی۔ وہ ایسی پیوندِ خاک ہوئی جیسے کبھی بنائی ہی نہ گئی ہو۔ اگر اس کے وجود کا کچھ پتہ ملتا بھی ہے تو صرف اس بات سے کہ وہ معدوم ہو چکی ہے۔

لیکن قطع نظر اس سے کہ وہ عمارت کب اور کہاں بنی اور کتنی بلندی تک پہنچی اور کب مسمار ہوئی ایک بات قطعی اور یقینی ہے اور وہ یہ کہ خدا کے ایک غریب اور عاجز اور بے کس بندہ کے مقابل پر جب ایک صاحب جبروت اور دنیوی عظمتوں کا حامل ایک عظیم بادشاہ آیا اور اس سے ٹکر لینا چاہی تو وہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہا۔ اُس کی اپنی تہذیب مٹ گئی اُس کا تمدن قصۂ پارینہ بن گیا۔ اس کا تکبر خاک میں مل گیا۔ اس کے دعویٰ خدائی کا ایسا عبرتناک انجام ہوا کہ آج روئے زمین پر ایک متنفس بھی ایسا نہیں جو اس کو خدا تسلیم کرنا تو درکنار اس کی طرف منسوب ہونا بھی اپنے لئے باعثِ فخر سمجھے۔ لیکن خدا کا بندہ موسیٰؑ آج بھی زندہ ہے۔ وہ خاک نشین ایسی رفعتیں پا گیا جس تک فرعون کی اونچی سے اونچی تصوراتی جست اور چھلانگ بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ آج موسیٰؑ کے دعوے کو دنیا کی تین عظیم ترین مذہبی قومیں تسلیم کرتی ہیں۔ اُس کے بلند مرتبہ کا اقرار کرتی ہیں اور ادب و احترام سے اُس کا نام لیتی ہیں۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اُس کی عظمت میں کمی آنے کی بجائے مزید وسعت اور مزید رفعت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے۔

خدا کے گھر اور دنیوی عمارتوں میں فرق

ان حالات کی طرف متوجہ کرکے قرآن کریم ہمارا ذہن اس ازلی ابدی سچائی کی طرف مبذول کرواتا ہے کہ مادی اقدار اور ترقیات مذہبی اقدار اور ترقیات کے مقابل پر محض بے حقیقت اور لاشئی ہیں کیونکہ ان کا پیغام مردہ ہے جبکہ مذہبی اقدار کے اندر ایک زندہ روح کارفرما ہوتی ہے۔

خدائے واحد کی عبادت کے لئے تعمیر ہونے والے پہلے گھر کی طرف عود کرتے ہوئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس معمولی اور ظاہری لحاظ سے بے حقیقت عمارت پر بھی اگرچہ امتدادِ زمانہ نے اپنے سب حربے استعمال کئے اور فنا کا ہاتھ اگرچہ اس پر بھی اسی طرح مصروفِ عمل رہا جس طرح دنیا کی دوسری عالیشان عمارتوں پر جو محض مادی اغراض کے لئے بنائی گئی تھیں اور اگرچہ اسے بھی پرانی بنیادوں پر از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ تاہم خدا کے اس گھر کی معمولی سی عمارت میں اور دنیوی عمارتوں میں ایک فرق بڑا بیّن اور واضح ہے اور وہ یہ کہ دنیوی عمارتوں میں سے ایک بھی تو ایسی نہیں جو اپنے مقام اور مقاصد کے اعتبار سے زندہ ہو۔ اہرام مصر تو ہیں مگر بے جان لاشے کی طرح۔ ان کے جسم سے عصرِ فرعونی کی روح پرواز کر چکی ہے۔ یہ ایسی حنوط شدہ لاشوں کی طرح ہیں جن کے بدن روح سے خالی ہوں۔ ان عمارتوں کی حیثیت ایسے غیر آباد گھونسلوں کی سی ہے جن میں بسیرا کرنے والے پرندے ہمیشہ کے لئے ان میں سے پرواز کر گئے ہوں۔ فراعنہ مصر کے وہ مقاصد جو ان عمارتوں کے ساتھ وابستہ تھے ہزارہا برس پہلے مر چکے ہیں۔ آج کون ہے جو فراعنہ مصر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا پسند کرتا ہے اور کون ہے جو ان کی ناموس کے لئے غیرت رکھتا ہو یا ان کی خاطر کٹ مرنے کو تیار ہو؟

اب ذرا اس کے مقابل پر خانہ کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کرنے والے ابراہیم کو دیکھو اُس کے مقدس ہاتھوں کی ظاہری تعمیر آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ یہی نہیں بلکہ اُس کی حدود نئی وسعتوں سے اور اُس کی عمارت نئی سربلندیوں سے ہمکنار ہوتی چلی آ رہی ہے یہ آج بھی زندہ ہے اور اپنی زندگی کا پہلے سے کہیں بڑھ کر ثبوت دے رہی ہے۔ یہی حال ان مقاصد کا بھی ہے جو اس کی تعمیر کے ساتھ وابستہ کئے گئے تھے۔ وہ پہلے سے کہیں بڑھ کر شان کے ساتھ زندہ اور سربلند ہیں۔ آج موسیٰ کی پیروی کرنے والے اپنے آپ کو ابراہیم کا بھی پیروکار ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح مسیح کے ماننے والے بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ابراہیم کے پیروکار ہیں۔ لیکن دوسروں سے کہیں بڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اپنے آپ کو ابراہیم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ابراہیم کا پیرو شمار ہونے میں یک گونہ فخر محسوس کرتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ آج دن میں پانچ دفعہ بلند ہونے والی آذان پر کروڑوں لوگ (جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا آ رہا ہے) کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور اس کے میناروں سے دی جانے والی اذان جو کبھی صرف قرب و جوار میں بسنے والوں تک ہی پہنچتی تھی ایام حج میں اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ دنیا کے کونہ کونہ اور بستی بستی میں سنائی دیتی ہے اور چاروں طرف سے کرۂ ارض کو گھیر لیتی ہے اور دنیا کے کونہ کونہ سے کروڑہا بندگانِ خدا اس آواز کا جواب دیتے ہوئے اقرار کرتے ہیں کہ

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، لَكَ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَبَّيْكَ۔

اے ہمارے اللہ! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں۔ سب تعریف تیرے ہی لئے ہے اور ہر نعمت تجھ سے ہے۔ ہم تیرے حضور حاضر ہیں۔

لیکن اس کے بالمقابل فرعون کی وہ آواز ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی جو ایک دن بڑے تکبر سے یہ کہہ رہی تھی کہ:۔

"اے ہامان! مٹی کو پختہ کرنے کے لئے آگ جلاؤ اور ایک بلند و بالا عمارت تیار کرو تاکہ میں بھی ذرا دیکھوں تو سہی کہ موسیٰ کا خدا کن بلندیوں میں بستا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ میں موسیٰ کو جھوٹوں میں شمار کرتا ہوں۔"

پس آج یہ کہنا کہ جس گھر کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے ہم اس وقت جمع ہوئے ہیں یہ اپنی رفعتوں میں اونچی سے اونچی اور بلند سے بلند انسانی تعمیر سے بھی بلند تر ہے اور دنیوی اغراض کے لئے انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا کوئی بلند سے بلند ٹاور بھی خدائے واحد کے اس گھر کے قدموں کو نہیں چھو سکتا بلکہ ہمالہ کی چوٹیاں بھی اس کے مقابل پر کوتاہ قامت ہیں تو یہ کوئی مبالغہ نہیں۔ بلکہ یہ تو مذہب کی اصطلاحیں ہیں جو مادی نہیں بلکہ روحانی معنی رکھتی ہیں۔ لیکن یہ اصطلاحیں محض فرضی اصطلاحیں اور خوش فہمی کے قصے نہیں بلکہ باقی رہنے والی ٹھوس حقیقتوں اور تاریخی شواہد پر مبنی ہیں۔

آسٹریلین کانوں کے لئے عجیب بات

ایک بات میں نے اس خطاب کے آغاز میں ایسی کہی تھی جو آسٹریلین کانوں کو بہت عجیب لگی ہو گی۔ وہ بات میں نے یہ کہی تھی کہ آج کا دن صرف جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم اور منفرد تاریخی دن ہے۔ شائد کوئی سننے والا یہ سوچے کہ یہ محض ایک فضول تعلّی ہے۔ نہ تو آسٹریلیا میں تعمیر ہونے والی یہ پہلی مسجد ہے، نہ ہی باشندگانِ آسٹریلیا کے نزدیک مساجد تعمیر کرنے کی کوئی اہمیت ہے خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ اہل آسٹریلیا نے نہ پہلے کبھی ان معمولی واقعات کا نوٹس لیا ہے اور نہ مستقبل قریب میں آئندہ کبھی لیں گے۔ پھر اس مسجد کو بطورِ خاص وہ کون سا امتیاز حاصل ہے جس کے سنگِ بنیاد کا دن آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک عظیم سنگِ میل شمار کیا جائے اور ایک اہم تاریخی دن کے طور پر یاد رکھا جائے۔

آپ کا یہ حق ہے اور مجھ پر یہ لازم ہے کہ اس دعوے کی وضاحت کروں لیکن پہلی بات جو میں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ آپ کے تعجب کو کم کرنے والی نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ کرنے والی ہو گی۔ شائد آپ کو یہ معلوم نہ ہو کہ جماعت احمدیہ جو آج اس مسجد کی تعمیر کا آغاز کر رہی ہے ایک ایسی جماعت ہے جسے مسلمانوں کے اکثر دوسرے فرقے مسلمان تسلیم نہیں کرتے حتیٰ کہ پاکستان میں بھی جہاں اس جماعت کا عالمی ہیڈ کوارٹر ہے اس جماعت کو ۱۹۷۴ء سے مسلمان تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس علم کے بعد تو اس مسجد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکمیر اہلِ آسٹریلیا کو اور بھی زیادہ معمولی اور بے حقیقت دکھائی دے سکتی ہے۔ جس طرح کسی بے نام مفلس کی جھونپڑی کی تعمیر افراد کی دنیا میں کوئی قابلِ ذکر واقعہ نہیں ہوتا اسی طرح ایک ایسی جماعت کی مسجد کی تعمیر بھی قوموں کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں پاتی جسے خود اپنے ہم مذہبوں نے اپنے میں سے خارج کر دیا ہو۔ جسے اس بنیادی حق سے بھی محروم کیا جا رہا ہو کہ وہ اپنے مذہب کا نام خود رکھ سکے۔ یہ بات کتنی ہی عجیب کیوں نہ ہو! یہ ایک حقیقت ہے کہ جس مذہب کی عظمت اور جلال کے لئے وہ تمام دنیا میں جان، مال، وقت اور عزت کی قربانیاں پیش کر رہی ہو خود اسی مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت کی نظر میں وہ متروک و مردود ہو۔ بایں ہمہ اس جماعت کا سربراہ آسٹریلیا کی سرزمین میں اپنی پہلی غریبانہ مسجد کی تعمیر کے دن یہ دعویٰ بھی کر رہا ہو کہ آج کا دن آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ آخر کیوں اور کیسے؟ یہ معمہ سلجھانے اور آپ کو سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ میں مختصر الفاظ میں پہلے جماعت احمدیہ کا تعارف کروا دوں اور اس امر سے آگاہ کر دوں کہ اس کے قیام کی غرض و غایت کیا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا تعارف

جماعت احمدیہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اور مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے تمام فرقہ ہائے اسلام میں وہ واحد جماعت ہے جس کا بانی اس زمانہ میں خدا کی طرف سے مبعوث اور مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں وہی مسیح اور وہی مہدی ہوں جن کے بارہ میں بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہو کر مسلمانوں کی حالتِ زار کا علاج کریں گے اور بگڑی ہوئی حالت کو سدھاریں گے اور از سرِ نو اسلام کو ایک نئی قوت اور نئی شان کے ساتھ زندہ کریں گے اور تمام ادیانِ عالم پر اسلام کے آخری فیصلہ کن غلبہ کے لئے ایک عالمی روحانی جہاد کی مہم کا آغاز کریں گے۔

جماعت احمدیہ کے مقدس بانی کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ یہ ایک تمثیلی پیشگوئی ہے اور یہ کہ مہدی اور مسیح دو الگ وجود نہیں بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ آپ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ مسیح ابن مریم حقیقی معنوں میں اللہ کے بیٹے نہیں تھے بلکہ یہ لفظ ان کے حق میں محض اللہ کے پیار کے اظہار کے لئے بولا گیا۔ وہ انسانوں میں سے ایک انسان تھے لیکن مرتبے میں بہت بلند، کیونکہ خدا کے ایک خاص برگزیدہ رسول تھے۔ رسول کی حیثیت میں اللہ نے اپنی تائید کا یہ نشان ان کو دکھایا کہ صلیب کے چنگل سے نجات بخشی اور صلیب پر مرنے نہیں دیا۔ بلکہ وہ بے ہوشی کے عالم میں صلیب سے اتارے گئے اور بہت جلد شفایاب ہو کر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں فلسطین سے مشرق کی طرف ہجرت کر گئے۔ لیکن بحیثیت انسان وہ موت سے بالا نہ تھے اور بالآخر اپنے مشن کی تکمیل کے بعد دیگر انبیائے مقدسہ کی طرح وہ بھی طبعی طور پر وفات پا کر اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

جماعتِ احمدیہ کے مقدس بانی نے دعویٰ کیا کہ مسیح کے دوبارہ آنے کی خوشخبری محض تمثیل ہے یعنی کسی آنے والے وجود کو تمثیلی طور پر مسیح کا نام دیا جانا مقصود تھا۔ جیسے اس سے پہلے یوحنا بپتسمہ دینے والے کو بھی ایلیاہ کا نام دیا گیا۔ پس آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ میں ہی وہ تمثیلی مسیح اور میں ہی وہ مہدی ہوں جس نے آخری زمانہ میں اسلام کے غلبہ کے لئے ظاہر ہونا تھا۔

جماعت احمدیہ کا امتیاز

آپ کے اس دعویٰ کو مسلمانوں کی اکثریت نے رد کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو بعض اسلامی ممالک میں دوسری مسلمان اکثریت کی طرف سے "ناٹ مسلم" قرار دیا جا چکا ہے۔ لیکن قطع نظر اس سے کہ اللہ کی نظر میں سچا اور حقیقی مسلمان کون ہے اور محض نام کا مسلمان کون، اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں سے آج صرف ہماری جماعت ہی ہے جو خدائی جماعت ہونے کی دعویدار ہے۔ یہ ہر قسم کی مخالفتوں اور اس کے خلاف روا رکھے جانے والے تشدد کے باوجود تمام عالم میں تبلیغ اسلام کا جال بچھائے ہوئے ہے۔

اس کے مقابل پر دیگر تمام مسلمان کہلانے والے فرقے غلبہ اسلام کی عالمی مہم کے لئے مستقبل کے کسی ایسے خوش نصیب دن کی طرف دیکھ رہے ہیں جب دو ہزار برس کا معمر مسیح آسمان کے کسی گوشہ سے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوگا اور بعد نزول وہ اور امام مہدی اپنی متفقہ کوششوں سے اسلام کو سب دنیا پر غالب کرنے کی مہم کا آغاز کریں گے اور مسلمانوں کو تمام دنیا کی سلطنتوں اور خزانوں کی چابیاں چاندی کی طشتری میں سجا کر پیش کر دیں گے۔ اس بارہ میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ [illegible] کے سہانے ڈھول ہیں یا اُن کی حیثیت سنہری خوابوں سے زیادہ نہیں ہے۔

جہاں تک حقیقتِ حال کا تعلق ہے یہ بات تو بہرحال مسلّم ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر صرف ایک ہی جماعت ہے۔ جس کا دعویٰ یہ ہے کہ آسمانی نوشتوں میں جس جماعت کے لئے غلبۂ اسلام مقدر تھا وہ یہی جماعت ہے اور وہ ساعتِ سعد آ چکی ہے جو اسلام کے غلبۂ نو کی ساعت ہے۔ اُس مہم کا آغاز ہو چکا ہے جس نے عالمی انقلاب برپا کرنا تھا۔

اگر یہ جماعت اپنے اس دعویٰ میں سچی ہے۔ اگر حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی نے اس غریب اور بے نوا جماعت کو اُس آخری انقلابِ عظیم کے لئے چن لیا ہے جس نے بالآخر دنیا کی تقدیر بدل دینی ہے۔ اور مذہبی اور فرقہ وارانہ منافرتوں کا قلع قمع کر کے انسان کو ایک دفعہ پھر اخوت اور محبت اور ایثار اور انکسار کے درس دینے ہیں تو یہ جماعت جس نئے براعظم یا ملک یا قوم میں بھی پہلی مرتبہ اپنے قدم جمائے گی اور روحانی انقلاب کی عظیم مہم کا آغاز کرے گی بلاشبہ وہ دن اُس براعظم یا ملک یا قوم کی تاریخ میں ایک عظیم تاریخی دن ہوگا اور ایک ایسا عجیب سنگ میل ہوگا جو ہم عصر انسان کی نظر سے اوجھل ہونے کے باوجود مستقبل کے انسان کی آنکھ کو بہت بڑا اور نمایاں اور روشن ہو کر دکھائی دے گا۔ اور امتدادِ زمانہ اس کی عظمت کو کم کرنے کی بجائے اُس کی عظمت و شان کو بڑھاتا چلا جائے گا۔

مادی اور مذہبی دنیا میں حیرت انگیز مابہ الامتیاز

مادی اور مذہبی دنیا کی تاریخ میں یہی تو ایک حیرت انگیز مابہ الامتیاز ہے کہ دنیاوی قوموں کی عظمت کو گزرتا ہوا وقت دھندلاتا اور مدھم کرتا چلا جاتا ہے۔ بڑھتے ہوئے وقت کے فاصلے اُن کی حیثیت کو چھوٹا اور خفیف سے خفیف تر دکھانے لگتے ہیں۔ لیکن مذہبی قوموں کی عظمت کا حال اس کے برعکس ہے۔ وہ واقعہ جو بظاہر اتنا چھوٹا اور اتنا معمولی ہوتا ہے کہ ہمعصر مورخ کی آنکھ اس کو دیکھ بھی نہیں سکتی۔ آنے والی نسلوں کو وہ بڑا ہو کر دکھائی دینے لگتا ہے اور گذرتا ہوا وقت اُسے چھوٹا دکھانے کی بجائے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی عظمت اپنے زمانہ کے ہر دوسرے واقعہ کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کی روشنی ہر دوسری روشنی کو ماند کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے کہ صرف یہی ایک روشنی اپنی چمک دکھلا رہی ہوتی ہے اور ہر دوسری حقیقت مدھم اور بے حقیقت ہو کر بجھتی چلی جاتی ہے۔

دیکھو جب مسیحیت کا آغاز ہوا تو نصف کرۂ ارض کو رومی سلطنت کی عظمت اور جلال نے ڈھانپ رکھا تھا اور واقعہ صلیب اس کے مقابل پر ایسا مدھم اور بے نور اور بے حقیقت تھا کہ اس واقعہ کے دوران تو درکنار ۳۴ سال بعد تک بھی کسی رومی تاریخ یا تحریر یا دستاویز میں اس کا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملتا۔ لیکن آج جب ہم مڑ کر دیکھیں تو واقعہ صلیب کی روشنی افق تا افق تمام سلطنت روما پر چھائی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں روئے ارض پر رونما ہونے والا سب سے زیادہ اہم اور جلیل القدر اور روشن واقعہ آغاز مسیحیت میں ہی دکھائی دیتا ہے۔ گویا وقت کا بوڑھا مصوّر دو ہزار سال سے پیہم اس عمل میں مصروف ہے کہ عصرِ مسیح کے ہر دوسرے نقش کو مدھم کرتا اور مٹاتا چلا جائے اور آغاز مسیحیت کو ہر لمحہ پہلے سے بڑھ کر اجاگر کرتے ہوئے اُس میں نئے رنگ بھرتا رہے۔ پس اگر جماعت احمدیہ وہی جماعت ہے جو امتِ محمدیہ میں پیدا ہونے والے مسیح ثانی نے قائم کرنی تھی تو آج آسٹریلیا کے اس عظیم براعظم میں احمدیہ مسلم مشن کا آغاز بلاشبہ آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین واقعہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرے اس دعویٰ کو باور کرنے کی راہ میں ایک بہت بڑا "اگر" حائل ہے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اس غریبانہ اور عاجزانہ آغاز کا انجام کیا ہے۔ لیکن مجھے اتنا ضرور کہنے دیجئے کہ اہلِ بصیرت اور اولوالالباب کسی صداقت کو پہچاننے کے لئے مستقبل کا انتظار نہیں کیا کرتے۔ انہیں اس ننھے سے بیج میں ہی وہ آثار دکھائی دیتے ہیں جو ایک عظیم درخت کا خاکہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ شفقِ صبح کی پیش رو علامتوں ہی سے بھانپ لیتے ہیں کہ کتنے بڑے اور روشن دن کی صبح طلوع ہونے والی ہے۔

آسٹریلیا کی روحانی دریافت کا پہلا دن

آپ اہلِ آسٹریلیا جو اس وقت میرے مخاطب ہیں شاید اپنی تاریخ کے حوالے سے میری بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس لئے آئیے اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ آسٹریلیا کی سابقہ تاریخ کے پس منظر میں آج کے دن کی کیا حیثیت ہے۔

میرے نزدیک یہ دن آسٹریلیا کی روحانی اور مذہبی دریافت کا پہلا دن ہے۔ گویا آج ہم نے آپ کو اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار سکھانے کی غرض سے از سرِ نو دریافت کیا ہے۔ پس اس دن کو اُس دن سے ایک گونہ مناسبت ہے جس دن کیپٹن جیمز کک[1] نے آسٹریلیا کو از سرِ نو دریافت کیا تھا۔ گو اس سے پہلے ولندیزی اور پرتگالی ملاح اُسے

---

[1] WORLD MARK ENCYCLOPEDIA OF THE NATIONS VOL 4 PAGE 13

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دریافت کر چکے تھے لیکن کیپٹن جیمز کک وہ شخص ہے جس نے انگلستان کی نوآبادی کے طور پر اسے از سرِ نو دریافت کیا۔ اُسی طرح آج جماعت احمدیہ آپ کو اسلام کے لئے از سرِ نو دریافت کر رہی ہے اور دَم نہیں لے گی جب تک اس پورے برّاعظم کو محبت اور پیار اور عقل و دانش اور مضبوط عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جیت نہ لے۔

- یہ ایک روحانی فتح کا پروگرام ہے جس کا جغرافیائی اور سیاسی غلبہ سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں۔
- یہ ایک دل جیتنے کا منصوبہ ہے جس کا جبر و اکراہ سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔
- یہ ایک عقل اور دلیل کی جنگ ہے جس کا تیر و تفنگ اور توپوں اور راکٹوں سے کوئی بعید کا بھی علاقہ نہیں۔
- یہ امن کا پیغام ہے جو دلوں کی راجدھانی سے تعلق رکھتا ہے۔
- یہ ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کے نفاذ کا سوال ہے جو اس زمانہ کے تمام مسائل کا حل اور اس مادی دور کی ہر بے چینی کا علاج پیش کرتا ہے۔
- یہ انسان کو از سرِ نو انسانیت کی اعلیٰ اقدار سکھانے اور اُسے حیوانی سطح سے ایک مرتبہ پھر انسانی سطح تک بلند کرنے کی ایک مہم ہے جو سخت جانکاہی اور جانسوزی اور صبر اور استقلال کا تقاضا کرتی ہے۔
- یہ انسان کو انسانیت سکھانے کے بعد اُسے اپنے رب اور خالق سے ملانے کا ایک عظیم پروگرام ہے جو صرف اس دنیا میں ہی وصلِ خداوندی کے وعدوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں ہی وصلِ الٰہی کی ایک قوی امید دلاتا ہے اور اپنی تائید میں قطعی شواہد پیش کرتا ہے اور دکھلاتا ہے کہ اس راستہ پر چل کر پہلے بھی ہزارہا بندگانِ خدا باخدا اور خدانما انسان بن گئے۔

جماعت احمدیہ کی روحانی نوآبادی کی تاریخ

خالق کے لئے مخلوق کے دل جیتنے کی خاطر کسی نئے برّاعظم یا ملک یا خطّے کی دریافت جماعت احمدیہ کی تاریخ میں کوئی نیا واقعہ نہیں اور وہ اُن مسائل سے پوری طرح باخبر ہے جو نئے علاقے دریافت کرنے والوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ جب انگلستان نے برّاعظم آسٹریلیا کو آباد کرنے کا فیصلہ کیا تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اُس کی آبادی کی تاریخ کتنی محنتوں اور مشقتوں اور دکھوں اور لرزہ براندام کرنے والے مظالم کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ جماعت احمدیہ کی روحانی نوآبادی کی تاریخ بھی اسی قسم کے واقعات سے معمور ہے لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود دونوں میں اہم اور بنیادی فرق ہے اور دونوں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوئے بھی مشابہ نہیں ہیں۔

تاریخ آسٹریلیا کا ایک دردناک واقعہ

جب ۱۸۳۱ء میں انگلستان کے شمالی علاقوں میں ظالمانہ زرعی قوانین کے خلاف ناقہ کش کسان نے آواز احتجاج بلند کی تو اس جرم کی سزا میں ہزارہا بوڑھوں اور نوجوانوں کو ملک بدر کر کے آسٹریلیا بھجوا دیا گیا۔ اُن دنوں باٹنی بے Botany Bay کا نام عوام الناس کی زبان میں آسٹریلیا کا ہی متبادل نام تھا۔ چنانچہ باٹنی بے کی طرف بھجوائے جانے والے مظلوموں پر جو کچھ گذری اور اُن کی یاد میں جو کچھ لوں پر بیتی اس کے دردناک ذکر پر مشتمل متعدد واقعات اور گیت انگریزی اور سکاٹش لٹریچر میں ملتے ہیں ان میں ہی سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت کا اکلوتا نوعمر بیٹا بھی محض شغل کے طور پر ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو ظالمانہ قوانین اور زمینداروں کے بہیمانہ سلوک کے خلاف پُرامن احتجاج کر رہے تھے۔ اس موقع پر جو ہزارہا احتجاجی قید کئے گئے ان میں وہ نوجوان لڑکا بھی تھا۔ اُن قیدیوں کو حکومت برطانیہ نے کچھ عرصہ تک نہایت اذیت ناک حالات میں مقید رکھ کر بالآخر بھیڑ بکریوں کی طرح اُن جہازوں میں ٹھونس دیا جو انہیں باٹنی بے کی طرف لے جانے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ ان کے اعزاء و اقرباء کو صرف اتنا علم ہو سکا کہ وہ لوگ باٹنی بے چلے گئے۔ وہاں ان پر کیا گزری یا کتنے ان میں سے راستے میں ہی ہلاک ہو گئے اس کی ان کو کچھ خبر نہ ہو سکی۔ اُن دنوں باٹنی بے کی طرف جانے والا قیدیوں کا راستہ ایک یک طرفہ راستہ تھا۔ اُن کو لے جانے والی ہوائیں صرف انگلستان سے باٹنی بے کی طرف چلتی تھیں اُلٹ کر کبھی واپس نہیں آئیں۔ اُس لڑکے کا تو کچھ پتہ نہیں چل سکتا کہ اُس پر کیا حالات گزرے۔ ہاں اُس ماں کا ذکر آج تک محفوظ ہے جو بچے کی جدائی کے غم میں دماغی توازن کھو بیٹھی۔ ہر روز بلاناغہ اُس کا یہی کام تھا کہ جنوب مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتی کہ میرا بیٹا اس طرف گیا ہے اور اسی طرف سے واپس آئے گا۔ وہ ہر روز اس کے استقبال کی تیاری کرتی اور حسب توفیق اُس کی خاطر مدارات کا سامان مہیا رکھتی۔ لیکن کوئی اُس طرف سے نہ آیا اور انتظار کے دن لمبے ہو گئے۔ وہ عورت اسی انتظار میں بوڑھی ہو گئی اور بالآخر اُس کی ٹانگوں پر فالج کا حملہ ہوا اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی۔ اس حالت میں بھی اُس کا دستور یہی رہا کہ اپنے عزیزوں سے کہہ کر موسم کے مطابق کبھی صحن میں اور کبھی برآمدہ میں اپنی کرسی اِس طرح رکھواتی کہ منہ باٹنی بے کی جانب رہے۔ اور تمام دن اس سمت سے کسی آنے والے کا انتظار کیا کرتی۔ لوگ اسے پاگل کہتے تھے۔ وہ لوگوں کو پاگل سمجھتی تھی اور کہتی تھی کہ جب بھی میرا بیٹا لوٹے گا وہ یہ دیکھ کر کتنا خوش ہو گا کہ میری ماں مجھے بھولی نہیں اور آج تک میرے انتظار میں ہے۔

احمدیت کی روحانی نوآبادیات کی تاریخ میں بھی اس سے ملتے جلتے واقعات نظر آتے ہیں مگر بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ جبری قربانی کے واقعات نہیں بلکہ طوعی قربانی کے واقعات ہیں۔

تاریخِ احمدیت کا ایک ایمان افروز واقعہ

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پہلے پہل جب مولانا رحمت علی صاحب کو انڈونیشیا تبلیغ کی غرض سے بھجوایا گیا تو اُس میں کوئی جبر کا پہلو نہیں تھا بلکہ محض خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر مولانا نے خود اپنی زندگی اُس وقت کے امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور پیش کی تھی۔ جماعت احمدیہ کی غربت کا اُن دنوں یہ حال تھا کہ مبلغ بھجوانے کے لئے تو پیسے جمع کر لئے جاتے مگر واپس بلانے کا خرچ مہیا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ مولانا کو بھی جب بھجوایا گیا تو سال پر سال گذرتے گئے لیکن جماعت کو یہ توفیق نہ مل سکی کہ انہیں اپنے بیوی بچوں سے ملنے کے لئے واپس بلائے۔ اُن کے بچے باپ کی محبت سے محروم یتیموں کی طرح پل کر بڑے ہونے لگے۔ ایک دن اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے نے جو اب سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اپنی ماں سے پوچھا کہ اماں سکول میں سب بچے اپنے ابّا کی باتیں کرتے ہیں اور جن کے ابّا باہر ہیں وہ بھی آخر واپس آ ہی جاتے ہیں اور اچھی اچھی چیزیں اپنے بچوں کے لئے لاتے ہیں۔ پھر یہ میرے ابّا کہاں چلے گئے کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ ماں یہ سُن کر آبدیدہ ہو گئی اور جس سمت میں اس نے سمجھا کہ انڈونیشیا واقع ہے اس سمت میں انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ بیٹا تمہارے ابا اس طرف خدا اور اس کے رسول کا پیغام پہنچانے گئے ہیں اور اُسی وقت واپس آئیں گے جب خدا کو منظور ہو گا۔ اس عورت کے اس جواب میں درد تو تھا لیکن شکوہ نہیں تھا ـــــ احساس بے اختیاری تو تھا لیکن احتجاج نہیں تھا کیونکہ وہ خود بھی قربانی کے جذبہ سے سرشار تھی۔ مولوی صاحب کو انڈونیشیا گئے ہوئے دس سال گذر چکے تھے جب آپ کو پہلی مرتبہ انڈونیشیا سے کچھ عرصہ کے لئے بلوایا گیا لیکن پھر جلد ہی انڈونیشیا بھجوا دیا گیا۔ انڈونیشیا میں اپنے اہل و عیال سے الگ رہ کر تبلیغ میں جو وقت انہوں نے صرف کیا اُس کا عرصہ ۲۶ سال بنتا ہے۔ بالآخر جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کو مستقلاً واپس بلا لیا جائے۔ تب اُن کی بیوی جو اب بوڑھی ہو چکی تھی اپنے امام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بڑے درد سے یہ عرض کیا کہ دیکھیں جب میں جوان تھی تو اللہ کی خاطر صبر کیا اور اپنے خاوند کی جدائی پر اُف تک نہ کی۔ اپنے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا، اب جبکہ میں بوڑھی اور بچے جوان ہو چکے ہیں اب ان کو واپس بلانے سے کیا فائدہ۔ اب تو میری یہ تمنا پوری کر دیجئے کہ میرا خاوند مجھ سے دُور تبلیغ اسلام کی مہم ہی میں دیارِ غیر میں مر جائے یا مارا جائے اور میں فخر سے یہ کہہ سکوں کہ میں نے اپنی تمام شادی شدہ زندگی دین اسلام کی خاطر قربان کر دی۔

دونوں واقعات میں مماثلت اور بُعد المشرقین

ان دونوں مثالوں کے انطباق میں یہ ایک عجیب توارد ہے کہ اگر شمالی پنجاب میں کھڑے ہو کر کوئی انڈونیشیا کی عمومی سمت کی طرف رخ کرے تو اسی سمت میں آگے باٹنی بے (Botany Bay) بھی واقع ہے۔ ان دونوں واقعات میں مذکور خواتین کا رخ باٹنی بے ہی کی جانب تھا لیکن اس ظاہری مماثلت کے باوجود ان دونوں واقعات میں بُعد المشرقین ہے۔ ایک باٹنی بے جبر اور بے اختیاری کی ایک دردناک داستان کی مظہر ہے اور ایک باٹنی بے عظیم مقصد کے لئے باشعور اور بااختیار طوعی قربانی کی ایک دلگداز مگر ایمان افروز داستان۔

جغرافیائی اور روحانی تسخیر کے ساتھ وابستہ مظالم کی داستانیں

اب میں ایک اور اہم امر کی طرف آپ کی توجہ مرکوز کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تمام نوآبادیات کے ساتھ نوآبادیات میں بسنے والے

---

1 RAIPON LAND REGULATION WORLD MARK ENCYCLOPEDIA OF THE NATIONS VOL: 4 PAGE 13

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدیم باشندوں کے خلاف شدید مظالم کی داستانیں بھی وابستہ ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ آسٹریلیا کی جغرافیائی تسخیر کے ساتھ بھی انتہائی ظلم کی ایسی ہی داستانیں وابستہ ہیں۔ آسٹریلیا میں آباد ہونے والی نو آباد قوموں نے پرانی قوموں سے یہاں تک بہیمانہ سلوک کیا کہ ان کی شکاری ٹولیاں ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جنگلوں کی طرف پرانے باشندوں کے شکار کے لئے نکل کھڑی ہوتی تھیں اور جنگلی جانوروں کی طرح ان کو گولیوں کا نشانہ بنا کر یہ مقابلے ہوتے تھے کہ کس شکاری نے کتنے زیادہ پرانے باشندوں کا شکار کیا ہے۔ یہ ظلم کسی لڑاکا قوم کے خلاف روا نہیں رکھا گیا بلکہ مؤرخین ہمیں بتاتے ہیں کہ آسٹریلیا کے قدیم باشندے تو جنگجو اور خونخوار نہیں تھے بلکہ نہایت امن پسند صلح کل لوگ تھے۔

ان داستانوں میں بنیادی فرق

روحانی تسخیر کے ساتھ بھی اسی قسم کے ظالمانہ مظالم کی داستانیں وابستہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس بنیادی فرق کے ساتھ کہ سچی مذہبی قومیں دوسروں کا شکار نہیں کرتیں بلکہ خود ان کا شکار بنائی جاتی ہیں اور پرانے باشندے شکاری بن کر مذہبی قوموں کا شکار کرتے ہیں۔ دیکھو! عیسائیت نے جب سلطنت روما کو مذہبی تسخیر کے لئے دریافت کیا تو یہ نو آباد کار عیسائی ہی تو تھے جنہیں اہل روم کے ہاتھوں وحشی درندوں سے پھڑوایا گیا اور شیروں اور بھیڑیوں کے سامنے پھینکا گیا۔ احمدیت کی نو آبادیاتی تاریخ میں بھی غریب اور بے کس احمدیوں کے خلاف ایسے ہی دردناک مظالم کے واقعات بکثرت ملتے ہیں جو ملک ملک دنیا بھر میں پھیلے پڑے ہیں۔ مثلاً آج سے تقریباً ۴۵ سال پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ سنگاپور میں ہمارے ایک مبلغ غلام حسین صاحب ایاز کو تبلیغ کے جرم میں مشتعل ہجوم نے مار مار کر نیم جان کر دیا اور زخموں سے چور بدن کو رات کے وقت ایک سنسان سڑک پر پھینک دیا۔ اُن کو اچانک ہوش اس طرح آیا کہ آوارہ کتے غراتے ہوئے ان کے زخموں کو بھنبھوڑ رہے تھے۔

اے اہلِ آسٹریلیا! یاد رکھنا.....

پس اے اہل آسٹریلیا! اگر ہم وہی ہیں جو اس عزم اور اس صبر اور اس استقلال اور اس شانِ فقیرانہ کے ساتھ نئی روحانی بستیاں آباد کیا کرتے ہیں اور دوسروں کے خون سے نہیں بلکہ خود اپنے ہی خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں اور بے آب و گیاہ صحراؤں کو چمن زار بنا دیتے ہیں، اگر ہم وہی ہیں جو بالآخر دلوں پر فتح پاتے ہیں۔ اور روحوں کی تسخیر کرتے ہوئے خیالات اور نظریات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں، تو یاد رکھنا کہ آج کا دن جبکہ ہم اپنی پہلی مسجد اور پہلے مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں برّاعظم آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کی آب و تاب گذرتے ہوئے وقت کے ساتھ بڑھتی چلی جائے گی۔ اور وہ دن جب کیپٹن جیمز کُک نے پہلی مرتبہ آسٹریلیا کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اُس نئے دن کی روشنی کے سامنے پھیکا اور ماند پڑ جائے گا۔ وہ زمانہ بہت دور نہیں جب آسٹریلیا کے باشندے جوق در جوق اس مسجد کی زیارت کے لئے آیا کریں گے اور اس خانۂ خدا میں عبادت کرتے ہوئے اُس عظیم دن کو یاد کریں گے جب کہ اللہ کے ایک عاجز بندے نے بڑی متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ وہ اس مسجد کے صحن میں آنسو بہاتے ہوئے دعائیں دیں گے اُن سب مخلصین کو جنہوں نے اسلام کی فتح کے اس پہلے یادگاری نشان یعنی اس خانۂ خدا کی تعمیر میں مال اور جان کی قربانی پیش کی تھی اور حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی اُس زمانہ میں ہوتے تو ہمارا نام ان مجاہدین کی صف میں لکھا جاتا جنہوں نے آسٹریلیا میں اسلام کے غلبہ کی داغ بیل ڈالی۔

غلبۂ اسلام کی پُرشوکت پیشگوئی

آخر پر میں اس خطاب کو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی اس پُرشوکت پیش گوئی کے الفاظ پر ختم کرتا ہوں کہ:۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی..... ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

"سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۸)

لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ۔ نہیں شکر کرتا اللہ کا جو نہیں شکر کرتا بندوں کا

(حدیث النبیؐ)

ہدایات

برائے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار مرکز سلسلہ میں منعقد ہوگا۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ

قائدین خدام الاحمدیہ مقامی، قائدین اضلاع و علاقہ درج ذیل امور کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔

۱۔ سالانہ اجتماع میں ہر مجلس کی نمائندگی کیلئے ابھی سے کوشش فرمائیں۔

۲۔ مجلس شوریٰ کیلئے تجاویز مرکز کو جلد بھجوائیں۔

۳۔ شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کر منتخب شدہ اسماء منظوری کیلئے مرکز میں بھجوائیں۔ ہر مجلس اپنے خدام کی تعداد کے مطابق ہر بیس اراکین پر یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھجوائے گی۔ قائد صاحب مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے نمائندہ ہوں گے جو نمائندگان کی تعداد میں شامل ہوں گے

۴۔ اجتماع کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے کثرت سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع انشاء اللہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو منعقد ہوگا جس میں ہر شہر، قصبہ اور گاؤں سے جہاں لجنہ کی تنظیم قائم ہے لجنہ اور ناصرات کی نمائندگی لازمی ہوگی۔ ہر ضلع کی صدر لجنہ کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ضلع کی لجنات سے رابطہ قائم کر کے انہیں اجتماع میں شمولیت کی تلقین کریں۔

ربوہ پہنچ کر دفتر میں نام درج کروانا بہت ضروری ہے جو نمائندہ یا زائرہ اپنا نام درج نہیں کرائے گی اسے اجتماع میں شریک نہیں سمجھا جائے گا۔ جہاں سے ایک سے زائد زائرات آئیں اُن کی نگران اُن کے ناموں اور عہدوں کی تحریری فہرست دفتر کو مہیا کریں۔

زائرات جتنی چاہیں آسکتی ہیں۔ لیکن اُن کے قیام و طعام کی ذمہ داری بھی اسی صورت میں لجنہ مرکزیہ پر ہوگی۔ جبکہ اس کے پاس مقامی لجنہ کی صدر کی تصدیق ہو اور آنے سے قبل اطلاع بھی ہو۔ بصورت دیگر اپنا انتظام خود کریں۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ)

سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع مؤرخہ ۲۸ تا ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء منعقد ہو رہا ہے۔ اجتماع میں تمام مجالس کی نمائندگی / حاضری لازمی ہے۔ تمام زعماء / زعماء اعلیٰ۔ ناظمین اضلاع کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق محترم امراء صاحبان و صدران جماعت و مربیان کرام سے بھرپور تعاون کے ساتھ جہاں مجالس کی نمائندگی سو فیصد بنائیں وہاں ہر جماعت اور مجلس سے زیادہ سے زیادہ انصار کو اس بابرکت اجتماع سے استفادہ کے لئے مرکز میں لائیں۔ پاکستان کی کوئی ایسی مجلس نہیں رہنی چاہیئے جہاں سے کسی فرد نے اجتماع میں شرکت نہ کی ہو۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ غانا کے وعدے تحریک جدید قریباً نو لاکھ روپے ہو گئے

برادرم مکرم عبدالوہاب آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج غانا نے وعدہ جات تحریک جدید کی چوتھی قسط ارسال کی ہے اس طرح کل وعدے ۹۲،۴۵۳ سیڈی یعنی قریباً نو لاکھ روپے کے ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین غانا کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ان کے جان، مال اور اخلاص میں بے حد برکت ڈالے اور ان کو دائمی خوشیاں نصیب ہوں۔

(وکیل المال ثانی تحریک جدید)

معاونین خصوصی تحریک جدید بیرون پاکستان

غانا سے مزید اطلاعات کے مطابق حسب ذیل مزید افراد نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں نمایاں وعدہ کر کے معاونین خصوصی کی صف اوّل میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس اور اخلاص میں برکت ڈالے اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے۔

۱۔ صدیق بافو صاحب	پانچ سیڈی	۶۔ آدم بن محمد صاحب	پانچ سیڈی
۲۔ حکیم عثمان صاحب	" "	۷۔ میمونہ محمد صاحبہ	" " "
۳۔ عبدالمالک صاحب	" "	۸۔ داؤد الحسن صاحب	چار " "
۴۔ حوّا آدم صاحبہ	" "	۹۔ ایوب بیبو حا صاحب	" " "
۵۔ سعید احمد صاحب	" "		

(وکیل المال ثانی تحریک جدید)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس سے قبل اعلان کیا جا چکا ہے کہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مختلف زبانوں میں لکھوانی مقصود ہے۔ سب سے پہلے اردو کا مسودہ زیر غور آئے گا اور جو مسودہ اشاعت کے لئے منظور کیا جائے گا اس کے مصنف کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دست مبارک سے ایک خاص تقریب میں انعام عطا فرمائیں گے۔

سیرت کے علاوہ اس کتاب میں جماعت کے پیغام کا تعارف، جماعت کی تعلیم اور جماعت کے مقاصد بھی شامل ہوں گے۔ کتاب کے حجم کا اندازہ تین صد صفحات درسی کتابی سائز ہے۔ ضرورت کے مطابق اس سے کسی قدر زیادہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

ذیلی عنوانوں کے لئے احباب خاکسار سے خط و کتابت یا بالمشافہ گفتگو کے ذریعہ مزید وضاحت حاصل فرما سکتے ہیں۔

(وکیل التصنیف)

ٹیبل ٹینس۔ بیڈمنٹن

ایوان محمود ربوہ میں شعبہ صحت جسمانی کے تحت ٹیبل ٹینس اور بیڈمنٹن کی کھیلیں باقاعدہ طور پر جاری ہیں۔

اہل ہر دو کھیلوں کے کھلاڑی حضرات سے درخواست ہے کہ اس انتظام سے ذوق و شوق سے فائدہ اٹھائیں۔ (مہتمم صحت جسمانی خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر الفضل)

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین

حکیم انوار احمد جان

۵-۶-۷ اکتوبر

دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے تمام بھائی اور بہنیں نوٹ کر لیں

مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان
چوک اقصیٰ ربوہ فون ۵۵۸

فجی میں حضور ایدہ اللہ کی باقی ماندہ مصروفیات

حضور نے لٹوکا میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد نصب فرمایا

سووا پریس کے نمائندوں کو انٹرویو ● لٹوکا میں احمدیہ سکول کا معائنہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فجی کا نوروز دورہ مکمل کر کے آسٹریلیا تشریف لے جا چکے ہیں۔ حضور کے فجی کے دورہ کے آخری دو دن کی تفاصیل پر مبنی محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی دو تاریں امیر مقامی کے نام تاخیر سے موصول ہوئی ہیں۔ دونوں تاروں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۲۴ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک گھنٹہ تک سووا پریس کے نمائندوں کو انٹرویو دیا۔ اسی روز حضور ناندی روانہ ہو گئے۔ ناندی کے راستہ سے حضور نے موریو ۵ ہیرو کے مقام پر قیام فرمایا اور مسجد محمود میں احباب کرام کو اپنے روح پرور خطاب سے نوازا۔

۲۵ ستمبر۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بمعہ اہل قافلہ لٹوکا تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضور نے احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔ اس موقعہ پر فجی کے دیگر علاقوں سے آئے ہوئے احباب بھی تقریب میں شامل تھے۔ بعد ازاں حضور نے احمدیہ سکول لٹوکا کا دورہ فرمایا اور طلباء و احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ حضور نے سکول کی عمارت کا معائنہ فرمایا۔ اور اس سکول کی کامیاب خدمات کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ دوپہر کو حضور ناندی واپس تشریف لے آئے جہاں سے بعد دوپہر فجی کا دورہ مکمل فرما کے آسٹریلیا کے شہر سڈنی تشریف لے گئے۔

انگریزی اور انڈونیشین میں ترجمہ کرنے والے متوجہ ہوں

عالمگیر جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر میں ہوگا۔ اس جلسہ میں دنیا بھر کے بیسیوں ممالک سے نمائندگان شرکت کے لئے مرکز احمدیت ربوہ آتے ہیں۔ ان غیر ملکی آنے والے مہمانوں کو جلسہ کی کارروائی سے باخبر رکھنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے کہ انہیں اردو تقریر کے ساتھ ساتھ ترجمہ کر کے سنایا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک باقاعدہ شعبہ ترجمانی قائم ہے جو اس اہم کام کو انجام دیتا ہے امسال بھی جلسہ سالانہ ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کے موقع پر شعبہ ترجمانی کے تحت کام کرنے والے احباب کی ضرورت ہے جو پہلے بھی اس کام کا تجربہ رکھتے ہوں ایسے احباب جو انگریزی اور انڈونیشین زبان میں ترجمہ کر سکتے ہیں۔ وہ نظارت ہذا سے رابطہ پیدا کریں۔ ترجمہ کرنے والے احباب کو نظارت ہذا کی طرف سے بعض اہم امور تحریراً ارسال کئے جائیں گے۔ جن کی روشنی میں ترجمانی کا فریضہ بجا لانے کے لئے تیاری کرنی ہوگی۔

(نظارت اصلاح و ارشاد)

مستحقین کے نام روزانہ اخبار

درج ذیل احباب نے سال بھر کے لئے جاری کروایا ہے۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال نفوس میں برکت دے۔ آمین

۱۔ چوہدری غلام محمد صاحب (مرحوم)	والد	راجگڑھ	لاہور	۱۲۵-۰۰ روپے
۲۔ بیگم صاحبہ " " "	(مرحومہ) والدہ	"	"	۱۲۵-۰۰ "
۳۔ چوہدری ناصر احمد صاحب	(مرحوم) بھائی	"	"	۱۲۵-۰۰ "
۴۔ عبدالستار صاحب	خود	"	"	۱۲۵-۰۰ "
۵۔ بیگم امۃ الستار صاحبہ	زوجہ	"	"	۱۲۵-۰۰ "
۶۔ عامر ستار	بیٹا	"	"	۱۲۵-۰۰ "
۷۔ شمائلہ "	بیٹی	"	"	۱۲۵-۰۰ "
۸۔ ملیحہ "	"	"	"	۱۲۵-۰۰ "

یہ احباب راجگڑھ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ (مینیجر الفضل)